اقبال ——— فارسی دانشوروں کی نظر میں

ڈاکٹر محمد امین عامر

اردو شاعری میں جس طرح اقبال کی منفرد، ممتاز اور بلند وبالا حیثیت مسلم ہے اسی طرح فارسی شاعری میں بھی اقبال کی حیثیت معروف و مستند ہے۔ان کی فارسی شاعری کے قدرداں جہاں ارباب اردو ہیں وہیں فارسی دانشوروں نے بھی بجان ودل ان کی قدر کی ہے۔ غالباًاس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اقبال حکماء وصوفیائے ایران مثلاً مولانا جلال الدین رومیؔ اور حکیم سنائی وغیرہ کے افکار سے بہت زیادہ متاثر تھے۔شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی پوری فارسی شاعری میں انہی بزرگوں کے خیالات اور افکار کا عکس نمایاں طور سے غالب رہا ہے۔اقبال جس تصوف اور فلسفۂ اسلامی کے حامی تھے ایرانی شعراء و حکماء میں وہی تصوف اور فلسفہ رائج تھا۔اقبال کی زندگی کا جو مقصد اور نصب العین تھا اس کی گونج رومیؔ اور سنائی کے یہاں بھی سنائی دے رہی تھی۔ایسی صورت میں یہ اقبال کی سعادتمندی اور خوش بختی تھی کہ وہ انہی بزرگوں کے نقش قدم پر چل پڑے جو انہیں منزل مقصود تک پہنچادیں اور جن کے افکار عالیہ سے خوشہ چین ہو کر اقبال اپنی فکر کو تاباں اور توانائی بخش سکے اور مستقبل میں فارسی دانشوروں، شعراء اور ادباء کی صفوں میں اپنا مقام متعین کر سکے۔

اقبال سے متعلق درج ذیل چند فارسی دانشوروں کے خیالات تحریر کئے جاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اقبال سرزمین علم وادب یعنی ایران میں کہاں تک مقبول وپسندیدہ رہے۔اقبال کی اسلامی فکر اور فارسی شاعری پر ایک ایرانی دانشور اور ادیب ڈاکٹر لطفعلی صورتگر کے خیالات ملاحظہ ہوں۔، موصوف فرماتے ہیں۔

" اگر این نگرانی نبود که در قدر شناسی از مرحوم اقبال شاعر بزرگ پاکستان دقایق معدود مجال بحث را می گیرد وحق مقام را بواقعی نمی توان اداکرد، چه مسرتی ازین بالاتر که دیوان شاعری را مطالعه کنیم وتراوش فکر او را

که به قالب الفاظ عذب وگوارا در آمده واز نوك خامه اش بر صفحه چکیده است...
اقبال یکی از آن ستار گان فروزان است که روحی افروخته وملتهب وذوق لطیف وجمال پرست ودل تاثر پذیر دارد واین اوست که باقتفای از بابا طاهر میفرماید.

نهان در سینهٔ ما عالمی هست
بخاك ما دلی، در دل غمی هست
از آن صهبا که جان ما برافروخت
هنوز اندر سبوی ما نمی هست"

اقبال

یہاں تک ڈاکٹر موصوف اقبال کے بلند مقام و مرتبہ، ان کی شیریں سخنی، فکری تازگی اور فرحت قلب سے مالا مال شاعری، نیز ساری دنیا میں ان کے کلام کی شہرت کا تذکرہ کرتے ہوئے دنیا کے دیگر شعرائے بادہ فروش اور جام عشق و محبت لٹانے والوں میں اقبال کو بحیثیت ایک درخشاں ستارہ کے پیش کرتے ہیں کہ جن کی شاعری سے روح کو تازگی ملی اور دل و نظر کو پر لطف ذوق اور جمال کا تحفہ عنایت ہوا۔ مذکورہ بالا اشعار میں اقبال نے ایران کے معروف صوفی بزرگ باباطاہر رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بے پناہ اراد تمندی کا اظہار اس طرح کیا ہے کہ ہمارے سینے میں ایک ایسی دنیا پوشیدہ ہے کہ جس کے صہبا سے ہمارے دل کی دنیا روشن اور منور ہے۔

ڈاکٹر صور تگر نے مزید خامہ فرسائی کی ہے۔

" شعراقبال گذشته از آنکه نماینده یك مغز افروخته وحساس است لطفی مخصوص دارد که بی اختیار آدمی را مجذوب می کند ومستی مییآورد...از کلام این مرد بزرگ که روشن مهبط انوار فیض یزدانی بادختام این گفتار قرار میدهم یکی این دو بیتی است که میفرماید۔

قبای زندگانی چاك تا کی
چو موران آشیان درخاك تا کی

به پرواز آی وشاهینی بیاموز
تلاش دانه در خاشاک تا کی"

(اقبال)

ڈاکٹر موصوف اقبال کی شعری خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اقبال کی شاعری آدمی کو مجذوب و مست بنا دیتی ہے اور اس کا سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ اقبال نے گرچہ اسی آسمان کے نیچے اور ہندوستانی آب وہوا میں نشو نما پائی ہے مگر اس کی فکر کے سوتے اس مشرقی فلسفہ وعرفان سے ملتے ہیں جس میں مولانا جلال الدین رومیؔ، حکیم غزنوی اور عارف نیشاپوری جیسے باکمال عارف باللہ ہستیوں کے افکار نمایاں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے کیا خوب علامہ اقبال کے دو اشعار کا حوالہ دیا ہے جس میں اقبال نے انسان کو صفحۂ ہستی پر اپنا بلند و بالا مقام پیدا کرنے اور خس و خاشاک میں چیونٹیوں کی طرح ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کرنے کی تحریک دلائی ہے اور اپنی پرواز فکر کا اقبال نے ایسا اظہار کیا ہے کہ ڈاکٹر موصوف کو چار و ناچار یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اقبال کی شاعری "انوار فیض یزدان" کا کرشمہ ہے۔

اسی طرح ایران کے ایک مشہور دانشمند اور مصنف آقای سید حسن تقی زادہ اقبال سے متعلق رقمطراز ہیں۔

" محمد اقبال دانشمندی بلند پایه وسخنوری پر مایه است که از چشمهٔ فیاض بزرگان وعرفاء وسخن سرایان ایران سیراب شده وبرای رساندن افکار خیر خواهانه خود بمسلمانان خطه هندوایران وافغانستان وتاجکستان وقفقاز وترکیه وعراق زبان فارسی را برگزیده است۔"

سید حسن تقی زادہ کا قول ہے کہ اقبال ایک بلند پایہ دانشور اور عظیم شاعر ہیں ان کی شاعری ایرانی بزرگوں اور شعرائے اہل اللہ کے فیوض کی بخشش ہے جسے انہوں نے مسلمانان عالم کے سامنے پیش کیا۔ پھر وہ اقبال کے درج ذیل دو اشعار پیش کرتے ہیں جس میں اقبال نے مادی ترقیات اور مغربی تہذیب و تمدن پر کاری ضرب لگاتے ہوئے اسے سراسر دنیائے انسانیت کے لئے ضرر رساں بتایا ہے۔ اقبال کا یہ خیال ہے:

قوت مغرب نه از چنگ ورباب
نئ زرقص دختران بی حجاب
محکمی اورا نه از لادینی است
نئ فروغش از خط لاطینی است

اقبالؔ

یعنی مغرب کی طاقت نہ چنگ ورباب میں ہے اور نہ بے حجابانہ لڑکیوں کے رقص وسرود میں یہاں تک کہ مغرب دین سے بیزار رہ کر نہ تو استحکام حاصل کر سکتا ہے اور نہ وہ فروغ پا سکتا ہے۔ آئے دن کے مشاہدات و تجربات اس پر شاہد ہیں۔

عبدالحسین نوری مشہور ایرانی ادباء میں شمار کئے جاتے ہیں اور ان کے گرانقدر مقالات اور مضامین ایرانی رسائل وجرائد کی زینت بن چکے ہیں۔ انہوں نے اقبال کی فارسی تصنیف جاوید نامہ کو بڑا پسند کیا ہے جس میں اقبال نے آخر صدی کے بلند و عمیق افکار کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اور ہر قسم کے سیاسی، وطنی اور مذہبی تنازعات سے مسلمانانوں کو بالکل الگ تھلگ رہنے کا مشورہ دیکر انہیں اسلامی اصولوں پر کاربند ہونے کی تلقین فرمائی۔ موصوف جاوید نامہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

" درمیان کتب متعدد مرحوم اقبال شاعر بزرگ ملّیِ پاکستان من جاوید نامه را پیش از همه می پسندم... واز ین گونه شعراء درجهان بسیار شده اند ولی میتوانم به جرأت بگویم که هیچ شاعری درمنظورهای ملّی واجتماعی خویش باندازهٔ مرحوم اقبال پیش رفت نکرد...جاوید نامه روح کتب وافکار عقاید اقبال است که او کاملاً بصورت یك متفکر اجتماعی با آمال ملی ظاهر ومتجمل میشود۔"

اقبال کی فکر سے متعلق ایسی زبردست خراج عقیدت کا اظہار شاید ہی کسی ایرانی ادیب اور دانشور نے کیا ہو۔ عبدالحسین نوائی کا بہت ہی جرأت اور بے باکی سے یہ دعویٰ ہے کہ ملی واجتماعی مقاصد کی بر آوری کے لئے اقبال نے جو خدمات انجام دی ہیں دنیا کا کوئی شاعر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ اقبال کا بہت بڑا کارنامہ تھا جسے اقبال نے اپنا دینی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر انجام دیا۔ یہی سبب ہے کہ ایسا

روشن ضمیر اور بلند فکر شاعر عوامی مقبولیت کا حقدار قرار دیا پایا۔ان کی تصنیف جاوید نامہ کو ان کے افکار وعقائد کی روح قرار دیا جاسکتا ہے جس میں اقبال ایک مکمل اجتماعی فکر کا حامل پیکر بنکر جلوہ افروز ہے۔

موجودہ صدی کے نامور دانشمند استاد سعید نفیسی مختلف گرانقدر کتابوں کے مصنف ہیں۔ان کے علمی وادبی مقالات اور مضامین ایرانی رسائل وجرائد میں بھرے پڑے ہیں۔اقبال جیسے عظیم شاعر کے بارے میں ان کی رائے جاننی ضروری ہے۔ایک موقع پر اقبال کی شاعری سے متعلق اس طرح گویا تھے۔

" خاصیت بسیار مهمی که در اشعار اقبال هست که اعتماد عجیبی بآینده مشرق زمین دارد وباکمال صراحت معتقد هست...استقلال هندوستان وپاکستان وآنچه درشرق اقصیٰ درشرف وقوعست آیا تااندازه ای پیشگوی های اورا مسلم نمی کند؟"

اقبال کی فکری وسیاسی بصیرت کی آج بھی دنیا قایل ہے۔انہوں نے دنیاوی حادثات اور انقلابات سے متعلق جو پیشگوئیاں اپنے اشعار میں کی ہیں۔دنیانے دونوں آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ اسی مشاہدہ اور تجربہ کا تذکرہ سعید نفیسی کی زبان بھی کررہی ہے۔انہوں نے اقبال کی اس شعری خصوصیت پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے جس میں پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ مشرق پر مغرب اور مغرب پر مشرق کے تسلط وغلبہ کا ذکر ہے۔بلا شبہ اقبال صرف ایک شاعر اور مفکر ہی نہیں بلکہ ایک مستند مبصر بھی تھے جن کے بصیرت افروز کلام سے ساری دنیا میں تہلکہ مچا ہوا تھا۔

اقبال اوائل جوانی ہی سے ایرانی علوم ومعارف اور فلسفے سے آشنا تھے۔اپنے قیام یورپ کے دوران بڑے بڑے حکماء اور فلاسفہ سے بحث ومذاکرہ کے ذریعہ قدیم وجدید یوروپی فلسفہ سے آگاہی حاصل کی اور ایرانی فلسفہ کا جدید یوروپی فلسفہ مبادیات سے مقابلہ کرکے نتائج اخذ کئے۔چنانچہ قدیم ایران کے فلسفہ سے متعلق اقبال کے خیالات، تجربات اور مشاہدات کا تذکرہ تہران یونیورسٹی کے فارسی ادب کے استاد ڈاکٹر محمد معین نے اپنے گرانقدر مقالہ "اقبال وایران" میں کیا ہے جس سے ایرانی سائنس اور فلسفہ سے متعلق اقبال کی معلومات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

عہد پہلوی کے ایک ایرانی دانشمند جناب حسین علامہ 'اقبال کے افکار عالیہ اور مسلمانان عالم کو

دعوت اتحاد دینے کے ضمن میں ان کی خدمات کے اس طرح معترف ہیں:

" مرحوم اقبال فرزند نور محمد بافکر وروح بزرگ وتابناك كه داشت همچونام پدرش مشعل از نور محمدی بدست گرفت وبعالم اسلام ومسلمانان قاره هند وپاکستان با اشاعه آن همه مقاصد ومعانی بلند كه در اشعار خود گنجا نیده بسیار خدمت کرد ودرراه وحدت مسلمانان زحمات بیشمار کشید۔"

ایک مشہور عربی دانشور اور ادیب امیر شکیب ارسلان نے اقبال کو عظیم ترین مفکر گردانتے ہوئے کہا ہے کہ "اقبال ازبرگترین متفکری است که جهان اسلام در طول هزار سال اخیر بوجود آورده است۔" یعنی امیر کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلامی دنیا کو ہزار سال کے طویل عرصے میں اقبال جیسا ایک عظیم مفکر ہاتھ آیا ہے۔

عصر جدید کے مشہور شاعر ملک الشعراء بہار نے اس طرح اقبال کی تصویر کشی کی ہے:

" من اقبال را خلاصه ونقادهٔ مجاهدات ومساعی جاوید ان نهصد سالهٔ نمازیان وعالمان وادبای اسلامی ومیوهٔ رسیده وکمال یافتهٔ این بوستان نهصد رساله دانستم وپس از ذکر دانشوران وهنر مندان درحال سلامی دربارهٔ ممدوح خود چنین گفتم ۔"

بہار کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ نو سو سال کی مدت میں اسلامی ادباء علماء اور نمازیوں میں پیدا ہونے والے اقبال کی حیثیت ایک ایسے پکے ہوئے پھل کی طرح ہے کہ جس کی بابت میں خود معترف ہوں کہ

عصر حاضر خاصۂ اقبال گشت
واحدی کز صد هزاران برگذشت

مذکورہ بالا چند ایرانی ادباء شعراء اور فارسی دانشوروں کے تاثرات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل زبان نے بھی اقبال کی فارسی شاعری کا اثر بہت حد تک قبول کیا تھا اور جس کی بہ دولت اقبال کو انہوں نے اپنے دلوں میں جگہ دی اور فارسی شاعری کی حیثیت سے اس کی برتری اور عظمت کو تسلیم کیا۔

☆☆☆☆